Attempt on lined loose sheets for better practice

سوال نمبر 1

عقیدہِ نبوت اور اسلام میں اس کی اہمیت

1- تعارف:

اللہ تعالیٰ وقت کے ساتھ اس دنیا میں لوگوں کی بھلائی کے لیے مختلف ادوار میں انبیاء بھیجتے رہے ہیں اور ان کی ہدایت کا پیغام بھی جاری رہا۔ اس طرح سے یہ اسلام میں بھی سلسلہ جاری رہا اور پھر یہ سلسلہ اسلام پر ہی ختم ہوا۔ جہاں تک تاریخ میں دیکھا گیا ہے کہ نبوت کا عقیدہ پہلے بھی موجود تھا اور اب بھی موجود ہے۔ مگر اسلام میں اس کی ایک خاص اہمیت ہے کیونکہ اس پر ایمان لائے بغیر کوئی بھی شخص دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اسلام میں نبوت پر ایمان لانے کے ساتھ یہ بھی یقین رکھنا ضروری ہے کہ اب یہ سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ جسے اسلام میں ختم نبوت بھی کہتے ہیں۔

نبوت پر عقیدہ ایک اہم اسلامی عقائد کا حصہ:-

نبوت پر عقیدہ رکھنا اسلام کے عقائد میں ایک اہم ترین عقیدہ ہے اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور اسلام میں یہ عقائد کا ایک حصہ ہے جیسے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس کا مفہوم ہے کہ

"ہم نے تم میں سے ہی رسول چنا ہے تاکہ تم راہ پا سکو"

اسی طرح اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ اسلام میں نبوت کا عقیدہ ایک مضبوط ایمان کا حصہ ہے۔

عقیدہ نبوت پر قرآنی دلائل! -

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں کہ -

"اے مسلمانو! تم سب کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر
بھی جو ہماری طرف اتاری گئی اور جو چیز ابراہیم، اسماعیل،
اسحاق اور یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد پر اتاری گئی اور
جو کچھ اللہ کی جانب سے موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے انبیاء دیئے
گئے ہیں ہم اس میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے، ہم اللہ کے
فرمانبردار ہیں (البقرہ-136)

Try to add the Arabic of quranic ayats

قرآن کریم کی اس آیت سے یہ دلیل ملتی ہے کہ عقیدہ نبوت پر
صرف ایمان لانا نہیں بلکہ تمام انبیاء پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔
اسی طرح ایک اور جگہ پر اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ -

"تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل
فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم میری عبادت کرو -
پس قرآن مجید کی یہ آیتیں اس بات کی دلیل دیتی ہیں کہ عقیدہ نبوت
آخری نبی پر ایمان لانا عقائدِ اسلام کے اہم ترین حصہ ہے۔

اسی طرح ہمیں عقیدہ نبوت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی احادیثِ مبارکہ سے بھی ملتا ہے۔

عقیدہ نبوت پر احادیث سے دلائل :-

عقیدہ نبوت احادیث میں بھی ایک واضح طور پر دیکھا گیا ہے۔

نبی اکرمؐ نے کئی جملوں پر عقیدۂ نبوت پر زور دیا ہے کہ جیسے کہ اللہ کے رسول نے اپنے آخری خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا کہ:

"اے لوگو! اب میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا"

~~عقیدہ پر~~

عقیدۂ نبوت پر نبیؐ نے تمام عالم کو واضح پیغام دیا کہ نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا یعنی کہ اس پر اب پختہ رہنا اور اس پر یقین رکھنا ضروری قرار دیا۔ اور اس سے منکر ہونے والا انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

نبوت کی اہمیت!-

نبوت ایک ایسا پیشہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنا پیغام اپنے بندوں تک کسی خاص شخص کے ذریعے پہنچاتے ہیں۔ اس طرح وہ اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان ایک پیغام دینے والے کی صورت میں کام کرتے ہیں۔ اس تناظر میں نبوت ایک اہمیت کا حامل پیشہ ہے۔ بالخصوص اسلام میں اس کی ایک نمایاں اہمیت ہے۔ اس کی اہمیت کا ذکر ہمیں قرآن اور حدیث دونوں میں ملتا ہے

1 قرآن میں نبوت کی اہمیت

① ھدایت فراہم کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کے ذریعے ہی لوگوں کو ھدایت فراہم کرتے ہیں جیسے اللہ فرماتے ہیں کہ

"یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے اور ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کیلئے بہت بڑا اجر ہے"

Improve the references and the paper presentation part

روحانی تسکین مہیا کرنا

انبیاء کرام انسانوں کے دلوں کو اللہ کی عبادت کے ذریعے روحانی تسکین مہیا کرتے رہے ہیں اور اب اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغام اور انسانوں کیلئے روحانی تسکین قرآن مجید (میں) کے ذریعے آنے والے انسانوں تک پہنچی ہے جیسا کہ اللہ فرماتے ہیں کہ۔

"یہ قرآن جو ہم نازل کرتے ہیں مومنوں کیلئے تو سراسر شفا اور رحمت ہے" (بنی اسرائیل-82)

حدیث کی روشنی میں نبوت کی اہمیت پر دلائل!

نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے عقیدے کو بہت نمایاں طریقے سے واضح کیا ہے۔ اللہ کے رسول نے مختلف جگہوں پر عقیدہ نبوت پر زور دیا ہے۔

A 20 marks answer should have around 15 subheadings and be on 7-9 pages

خطبہ حجۃ الوداع

اللہ کے رسول نے خطبہ حجۃ الوداع میں عقیدہ نبوت کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ"

"اے لوگو! اب میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا!.." "یہ بات ان لوگوں تک بھی پہنچا دو جو آج موجود نہیں ہیں!"

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس بات پر پختہ یقین رکھنا ضروری ہے۔ یعنی کہ آنے والی نسلوں میں بھی یہ بات واضح ہو کہ عقیدہ نبوت اسلام کے عقائد میں سے ایک اہم ترین عقیدہ ہے۔

Add more arguments

سوال نمبر 9

آخری خطبہ ایک انسانی حقوق کیلئے جامع دستاویز

1- تعارف !-

نبی اکرم حضرت محمد ﷺ نے 632ء کو اپنی زندگی کے آخری سال میں حج کا ارادہ کیا۔ انہوں نے اس بار حج سے پہلے پوری اسلامی سلطنت میں ایک پیغام جاری کرایا کہ اس سال نبی اکرم ﷺ حج کا ارادہ کرتے ہیں۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ کو نشانیاں ملنا شروع ہو گئی تھی اور انہوں نے یہ پیغام تمام اسلام کی حدود اور تمام مسلمانوں کیلئے پیغام بھجوایا۔ حج کے تمام احکامات کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی زندگی کا آخری اور تاریخی خطبہ دیا جو کہ انسانی حقوق کیلئے ایک جامع دستاویز کے طور پر اس روئے زمین پر موجود انسانوں کو میسر ہوا۔ اس خطبے کا تجزیہ کرنے سے انسانی حقوق کی مندرجہ ذیل حقوق ملتے ہیں۔

2- آخری خطبہ کا تجزیہ :

أ- جان و مال کا تحفظ

خطبہ حجۃ الوداع سے ہمیں انسانوں کی جان و مال اور اس کا تحفظ نمایاں نظر آتا ہے جیسے کہ خطبے کے دوران نبی ﷺ نے فرمایا کہ

"تمہاری جان اور تمہارا مال ایسے ہیں جیسے کہ آج کے دن یہ مقدس مہینہ اور یہ مقدس شہر"

اللہ کے نبی ﷺ نے انسانوں کی جان کی اہمیت اس شہر یعنی کہ مکہ کی اہمیت کے برابر کر دی۔ یعنی کہ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نبی ﷺ نے انسانی زندگی کو بہت زیادہ فروغ دیا اور ان کی جان

کی حفاظت پر بھی۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ :

"جس نے کسی ایک شخص کی جان لی گویا اس نے پوری انسانیت کی جان لی اور جس نے ایک شخص کی جان بچائی گویا اس نے پوری انسانیت کو بچا لیا"۔

عورتوں کے حقوق :

حقوق/حقوقِ نسواں جو کہ آج کے جدید دور کا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اور اس پر مغرب بھی بہت زور دیتا ہے۔ مگر یہ بات جو کہ آج جدید دور میں ہو رہی ہے اس کو نبی اکرم ﷺ نے قریباً 1400 چودہ سو سال پہلے اپنے آخری خطبے میں واضح کر چکے ہیں۔ جیسے کہ انہوں نے فرمایا کہ :

"اے لوگو! عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو، بے شک تم نے انہیں اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے اور اللہ کے کلمات کے ذریعے ان کے جسم تمہارے لیے حلال کیے ہیں۔ اگر تمہاری بیویاں برائی سے بچیں اور تمہارے ساتھ وفادار رہیں تو انہیں مناسب لباس اور کھانا دو"۔

خطبہ حجۃ الوداع سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے عورتوں کے معاملے میں اچھے سلوک کو زیادہ پسند کیا ہے۔

کسی کو کوئی برتری نہیں :

مساوات کا نام اور برابری کے دعوے دار بہت سے دیکھے گئے ہیں مگر اس پر عملی طور پر آج کے دور کوئی بھی عمل نہ کر سکا۔ آج برابری اور مساوات پر مغرب اور دنیا کے بہت سے لوگ فخر جمع دیتے لیکن آج میں مگر ابھی تک حاصل نہ کر سکے اور انہوں نے بھی

اب اس کو مان لیا کہ انسانی مساوات کتنی ضروری ہے، مگر اسلام میں یہ بات پہلے کہی جا چکی تھی اور عمل بھی اس پر اسلام کے اولین ادوار میں شروع ہو چکا تھا جیسے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

"کسی عرب کو عجمی پر کسی عجمی کو عرب پر کسی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی اہمیت حاصل نہیں سوائے تقویٰ کے"

بھائی چارے کا درس!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری خطبے میں فرمایا کہ:

"اے لوگو! تم سب ایک آدم کی اولاد میں سے ہو، تم سب کا باپ ایک ہی ہے"

جب انسان کسی ایک باپ کی اولاد ہو تو اس میں جھگڑا نہیں بلکہ بھائی چارہ پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت محمد ﷺ نے ہجرت مدینہ کے موقع پر انصار اور مہاجرین کے درمیان بھائی چارہ پیدا کیا۔

حاکمِ وقت کے حقوق!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

"اس کے فرمانبردار رہو جو تم پر حاکم"۔

نبی ﷺ نے حاکم وقت کے حقوق کا بھی خیال رکھا۔ یعنی کہ جو حاکم وقت ہو اس کے فرمانبردار رہنا اس حاکم کے حقوق کو پورا کرنا ہے۔ اس سے ایک فائدہ بھی ملتا ہے کہ معاشرہ ایک تسلسل سے چلتا ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع اور جدید مسائل کا تجزیہ:

جدید دور کا انسان اپنی زندگی اور اپنی حقوق کے استحصال کے کشمکش میں پس رہا ہے۔ اور اس کو اپنے ہی حاکموں اور اپنے ہی ٹیکنالوجی سے ڈر لگنے لگا ہے۔ آج کا انسان جس طرح مغرب میں انسان زیادہ تر اس بات کو ترجیح دے رہے ہیں کہ انسان کے حقوق سب سے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ حالانکہ اسلام میں یہ تمام تر حقوق انسانوں کو چودہ سو سال پہلے دیئے جا چکے ہیں۔

اس سے مراد یہ کہ انسان کے رہن سہن میں تبدیلی کے علاوہ انسان ذہن ابھی بھی اس خوف کا شکار رہے کہ جدید دور میں ہونے والی جنگ میں کب اس کی تلوار اور گولی کا شکار ہو جائے۔ یعنی آج کا انسان اپنے ہی محفوظ گھر میں محفوظ نہیں۔

اس کے برعکس اسلام نے یہ تمام حقوق انسانوں کے پہلے ہی پیدا کر دیئے ہیں۔ جیسے کہ مولانا شبلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق میں لکھتے ہیں کہ:-

"حضرت عمر رضی نے فرمایا کہ فرات کے کنارے اگر کوئی کتا بھی بھوک کا شکار ہوا تو اس کا ذمہ دار بھی عمر ہوگا"

یعنی اس وقت اسلام میں حاکم وقت اس حد تک انسان کی زندگی کا محافظ اور خیر خواہ تھا کہ وہ اس کو بھوک افلاس میں مرنے کی ذمہ داری خود پر سمجھتا تھا۔

نتیجہ:-

پس دو ہر خطبہ حجۃ الوداع یا آخری خطبے سے یہ بات واضح ہو چکی ہے۔ انسان حقوق کیلئے نبی اکرم ﷺ کا یہ

خطبہ بہت ہی نمایاں اہمیت کا حامل ہے یہ ایک بالکل جامع کتاب ہے جو انسانی زندگی کے تقریباً تمام پہلوؤں کی عکاسی کرتا ہے اور اس پر انسان کے مال اس کی جان اور اس کے دوسرے لوگوں کے ساتھ تعلقات پر بھی ایک حقوق کا دارجہ دیتا ہے۔ آج تاریخ میں عورتیں اور عرب ایشیا افریقہ کے استحصال کا شکار رہی ہیں مگر اللہ کے رسول نے اپنے آخری خطبے میں اس پر مجھے ضمانت کرکے انہیں برابری کا حق دیا۔ عورتوں کو جو کہ ابھی مغرب میں حق ملنا شروع ہوئے ہیں (جو کہ مکمل طور پر ابھی بھی نہیں دیے گئے)۔ اسلام نے انہیں بہت پہلے ہی دے دیے ہیں۔

Attempt and upload a single qs at a time . Work on the pointed mistakes and then attempt the next answer

سوال نمبر 3

صحابہ کو تعلیم دینے میں نبی اکرم کی حکمت عملی:

تعارف:-

تعلیم کی اہمیت دورِ قدیم سے لیکر آج جدید دور میں بھی نمایاں برقرار ہے۔ اس کی اہمیت ہر وقت میں ہمہ وقت بڑھتی ہی جاتی ہے۔ تاریخ میں جتنی بھی ترقی یافتہ سے تہذیبیں گزری ہیں ان میں تعلیم کا عنصر نمایاں پایا گیا ہے۔ اسی طرح اسلام میں بھی ایک نمایاں ترین اہمیت دی گئی ہے۔ اور نبی اکرم ؐ نے صحابہ کو تعلیم حاصل کرنے پہ بھی واضح طور پر زور دیا۔ اور انہیں حتی کہ تلقین بھی کی حضرت محمد ؐ نے اپنے صحابہ کو مختلف حکمت عملیوں سے تعلیم دی۔ انہوں نے جو حکمت عملی اپنائی انکا ذکر مندرجہ ذیل میں کیا جا رہا ہے۔

نبی اکرم ؐ کی حکمت عملی:

نبی اکرم ؐ نے صحابہ کرام ؓ کو تعلیم دینے میں اور ان کی تربیت کرنے کیلئے متعدد حکیمانہ اصول اور طریقے اختیار کیے۔ یہ حکمت عملی نہایت موثر ثابت ہوئی اور صحابہ کرام کو اعلیٰ اخلاق، علم اور عمل کے معیار پر لے گئی۔ چند نمایاں حکمت عملیوں کا ذکر مندرجہ ذیل ہے۔

1۔ تدریج کا اصول

نبی اکرم ؐ نے تعلیم و تربیت کیلئے تدریج کا اصول اپنایا۔ آپ ؐ نے دین کی تعلیم کو مرحلہ وار دیا تاکہ صحابہ اس کو بہتر طور پر سمجھ سکیں اور اپنی زندگی میں لاگو کر سکیں۔

مسلسل

مکہ کے دور میں عقائد اور ایمان پر توجہ دی۔
اور مدینہ میں عملی احکامات اور اجتماعی نظام پر زور دیا۔
اسی طرح حدیث میں آتا ہے کہ صحابہ کرام نے فرمایا کہ
"پہلے ہم نے ایمان سیکھا اور پھر قرآن سیکھا اس طرح
ہمارا ایمان مزید مضبوط ہوا"

ii- عملی نمونہ بننا:

نبی اکرم ﷺ نے اپنے عمل سے صحابہ کو تعلیم دی۔ آپ خود
قرآن کی عملی تفسیر تھے۔ صحابہ کرام نے آپ کے کردار، اخلاق اور
اعمال سے سیکھا۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ رض نے
فرمایا کہ

"آپ ﷺ کا کردار قرآن تھا"۔
یعنی آپ ﷺ عملی نمونہ بن کر تعلیم دیتے تھے۔

iii- تدریس کا طریقہ

نبی ﷺ نے تدریس میں آسان اور موثر انداز اپنایا!
حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ۔
"آسانی پیدا کرو، سختی نہ کرو۔"

۱۱) سوال و جواب کی حکمت عملی

نبی کریم ﷺ نے تعلیم میں سوال اور جواب کو بھی اہمیت دی۔
ایک دفعہ آپ ﷺ نے صحابہ سے سوال کیا:
"کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟"
اور پھر وضاحت فرما کر تعلیم دی۔ یعنی کہ نبی ﷺ سوال کرنے کو برا نہیں سمجھتے تھے بلکہ اپنے ساتھیوں کو کسی مسئلے پر سوال کرنے سے کبھی بھی نہیں روکتے تھے۔

۱۲- اجتماعی تعلیم:

حضرت محمد ﷺ نے اجتماعی تعلیم کو فروغ دیا۔ اس پر انہوں نے صحابہ کو ایک ساتھ بٹھا کر تعلیم دی۔ اس اجتماعی تعلیم کا فائدہ بھی یہ ہوتا ہے کہ انسان جلدی سیکھتا ہے اور میل جول بھی ہوتا ہے جیسے کہ حدیث میں آتا ہے کہ
"صفہ کے صحابہ کو آپ ﷺ نے قرآن، حدیث اور دین کی دیگر تعلیمات فراہم کیں۔"
صفہ وہ درسگاہ ہیں جس سے حضرت بلال رض نے بھی تعلیم حاصل کی تھی یہ پہلے طالبعلموں میں شمار کیے جاتے ہیں۔

۱۳- مثالوں کا استعمال

آپ ﷺ نے صحابہ کو مثالیں دے کر سمجھانے کو بھی اہمیت دی۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ انسان مثالوں سے چیزیں جلدی اور صحیح سیکھتا ہے۔

جس طرح حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا
"مومنوں کی مثال ایک جسم کی طرح ہے کہ اگر ایک
حصہ بیمار ہو تو پورا جسم اس کی تکلیف محسوس کرتا ہے۔"

جس اوپر کی حدیث میں نبی ﷺ نے ایک مومن کو جسم کی مثال سے سمجھایا۔

خلاصہ

نبی اکرم ﷺ نے قرآن کی تعلیم، عملی نمونہ، نرمی، شفقت، تدریج، اور اجتماعی و انفرادی تربیت کے ذریعے صحابہ کرام کی تعلیم و تربیت کی۔ یہ حکمت عملی قرآن و حدیث میں واضح ہے اور امت مسلمہ کیلئے مشعل راہ ہے۔

اختتام / نتیجہ

پیش کی گئی مباحثے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی ﷺ کی تعلیم کی حکمت عملی بہت ہی عمدہ اور نمایاں تھی۔ انہوں نے لوگوں کو مختلف تدریج اور مختلف طریقوں سے تعلیم دینے کی کوشش کی۔ انہوں نے عملی طور پر بھی جہاں ضروری ہوا کر کے دیکھا تاکہ صحابہ کیلئے آسانی ہو۔ اسی طرح مثالیں دے کر سمجھانا اور پھر مختلف چیزوں کے ساتھ تشبیہ دینا ایک سمجھانے کا نمایاں طریقہ اپنایا گیا تھا۔